۷،۴۲۲ احادیثِ نبوی کا رُوح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی

جلد

امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ نے کئی لاکھ احادیث نبوی ﷺ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:

علامہ وحید الزمان

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7321865

نام کتاب

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی رحمہ اللہ

تالیف: امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان

جلد: ششم

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

مطبوعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

E-mail: nomania2000@hotmail.com

NOMANI

تَصْدِيقًا لِحُذَيْفَةَ.

بھی یہ حدیث سنی ہے۔

۷۳۷۱- عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ ((لَأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ إِنَّ مَعَهُ نَهْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ فَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ وَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَاهُ أَنَّهُ نَارٌ فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً)) قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ هَكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.

۷۳۷۱- ربعی بن حراش سے روایت ہے حذیفہؓ اور ابو مسعودؓ دونوں جمع ہوئے۔ حذیفہ نے کہا میں ان سے زیادہ جانتا ہوں جو دجال کے ساتھ ہوگا۔ اس کے ساتھ ایک نہر ہوگی پانی کی اور ایک نہر آگ کی۔ پھر جس کو تم آگ دیکھو گے وہ پانی ہوگا اور جس کو تم پانی دیکھو گے وہ آگ ہے۔ سو کوئی تم میں سے یہ وقت پاوے اور پانی پینا چاہے وہ اس نہر میں سے پیے جو آگ معلوم ہوتی ہے اس کو پانی پاوے گا ابو مسعود نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔

۷۳۷۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ)).

۷۳۷۲- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم سے دجال کی ایک بات ایسی نہ کہوں جو کسی نبی نے اپنی امت سے نہ کہی؟ وہ کانا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کی طرح دو چیزیں ہوں گی۔ پر جس کو وہ جنت کہے گا حقیقت میں وہ آگ ہوگی اور میں نے تم کو دجال سے ڈرایا جیسے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو ڈرایا۔

۷۳۷۳- عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ ((غَيْرُ الدَّجَّالِ

۷۳۷۳- نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ایک دن صبح کو ذکر کیا تو کبھی اس کو گھٹایا اور کبھی بڑھایا (یعنی کبھی اس کی تحقیر کی اور کبھی اس کے فتنہ کو بڑا کہا یا کبھی بلند آواز سے گفتگو کی اور کبھی پست آواز سے) یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ دجال ان درختوں کے جھنڈ میں آگیا۔ جب ہم پھر آپ کے پاس شام کو گئے تو آپ نے ہمارے چہروں پر اس کا اثر معلوم کیا (یعنی ڈر اور خوف)۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا

(۷۳۷۳) ☆ دجال اور یاجوج اور ماجوج کو خدا اتنی طاقت دے گا اہل ایمان کے امتحان کے واسطے کہ کون ان کے داؤں میں آتا ہے اور کون ایمان پر ثابت رہتا ہے اہل ایمان کو لازم ہے کہ جب کسی کافر یا خلاف شرع فقیر سے خرق عادت دیکھے تو اس کا ہرگز اعتقاد نہ کرے اس کو دجال کا نائب جانے ایمان اور تقوے پر نظر رکھے شعبدہ بازی پر خیال نہ کرے کرامات اس کا نام ہے جو ولی یعنی متقی مومن سے ہو اور جو کافر بے دین فاسق سے ہو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ ((أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ قَالَ ((لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ)) قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ ((كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ

یارسول اللہؐ! آپ نے دجال کا ذکر کیا اور اس کو گھٹایا اور بڑھایا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہو گیا کہ دجال ان درختوں میں کھجور کے موجود ہے (یعنی اس کا آنا بہت قریب ہے)۔ رسول اللہؐ نے فرمایا مجھ کو دجال کے سوا اور باتوں کا خوف تم پر زیادہ ہے (فتنوں کا آپس میں لڑائیوں کا)۔ اگر دجال نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود ہوا تو تم سے پہلے میں اس کو الزام دوں گا اور تم کو اس کے شر سے بچاؤں گا۔ اور اگر وہ نکلا اور میں تم لوگوں میں موجود نہ ہوا تو ہر مرد مسلمان اپنی طرف سے اس کو الزام دے گا اور حق تعالیٰ میرا خلیفہ اور نگہبان ہے ہر مسلمان پر۔ البتہ دجال تو جوان گھونگریالے بالوں والا ہے اس کی آنکھ میں ٹینٹ ہے گویا کہ میں اس کی مشابہت دیتا ہوں عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ (عبدالعزیٰ ایک کافر تھا)۔ سو جو شخص تم میں سے دجال کو پاوے اس کو چاہیے کہ سورۂ کہف کے سرے کی آیتیں اس پر پڑھے۔ مقرر وہ نکلے گا شام اور عراق کے درمیان کی راہ سے تو خرابی ڈالے گا داہنے اور فساد اٹھائے گا بائیں اے خدا کے بندو! ایمان پر قائم رہنا۔ اصحاب بولے یارسول اللہؐ وہ زمین پر کتنی مدت رہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن تک۔ ایک دن ان میں کا ایک سال کے برابر ہو گا اور دوسرا ایک مہینے کے اور تیسرا ایک ہفتے کے اور باقی دن جیسے یہ تمہارے دن ہیں (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک برس دو مہینے چودہ دن تک رہے گا)۔ اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہؐ! جو دن سال بھر کے برابر ہو گا اس دن ہم کو ایک ہی دن کی نماز کفایت کرے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو اسی طرح اس دن بھی انکل کر کے پڑھ لینا (اب تو گھڑیاں بھی موجود ہیں ان سے وقت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ نووی نے کہا اگر آپ یوں صاف نہ فرماتے تو قیاس یہ تھا کہ اس دن صرف پانچ نمازیں پڑھنا کافی ہوتیں کیونکہ ہر دن رات میں خواہ کتنا ہی بڑا ہو اللہ

وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللّٰهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ

تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں مگر یہ قیاس نص سے ترک کیا گیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ عرض تسعین میں جو خط استواء سے نوے درجہ پر واقع ہے اور جہاں کا افق معدل النہار ہے چھ مہینے کا دن اور چھ مہینے کی رات ہوتی ہے تو ایک دن رات سال بھر کا ہوتا ہے پس اگر بالفرض انسان وہاں پہنچ جاوے اور جیے تو سال میں پانچ نمازیں پڑھنا ہوں گی)۔ اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اس کی چال زمین میں کیونکر ہوگی؟ آپ نے فرمایا جیسے وہ مینہ جس کو ہوا پیچھے سے اڑاتی ہے سو ایک قوم کے پاس آوے گا تو ان کو کفر کی طرف بلاوے گا۔ وہ اس پر ایمان لادیں گے اور اس کی بات مانیں گے تو آسمان کو حکم کرے گا وہ پانی برساوے گا اور زمین کو حکم کرے گا وہ ان کی گھاس اور اناج اگاوے گی۔ تو شام کو گورو (جانور) آویں گے پہلے سے زیادہ ان کے کوہان لمبے ہوں گے تھن کشادہ ہوں گے کوکھیں تنی ہوئیں (یعنی خوب موٹی ہو کر)۔ پھر دجال دوسری قوم کے پاس آوے گا ان کو بھی کفر کی طرف بلاوے گا لیکن اس کی بات کو نہ مانیں گے۔ تو ان کی طرف سے ہٹ جاوے گا ان پر قحط سالی اور خشکی ہوگی۔ ان کے ہاتھوں میں ان کے مالوں میں سے کچھ نہ رہے گا اور دجال ویران زمین پر نکلے گا تو اس سے کہے گا اے زمین اپنے خزانے نکال۔ تو وہاں کے مال اور خزانے نکل کر اس کے پاس جمع ہو جاویں گے جیسے شہد کی مکھیاں بڑی مکھی کے گرد ہجوم کرتی ہیں۔ پھر دجال ایک جوان مرد کو بلاوے گا اور اس کو تلوار سے مارے گا اور دو ٹکڑے کر ڈالے گا جیسا نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کو زندہ کر کے پکارے گا سو وہ جوان سامنے آوے گا چہرہ دمکتا ہوا اور ہنستا ہوا تو دجال اسی حال میں ہو گا کہ ناگاہ حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجے گا۔ حضرت عیسیٰؑ سفید مینار کے پاس اتریں گے دمشق کے شہر میں مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے۔ جب حضرت عیسیٰؑ اپنا سر جھکادیں گے تو پسینہ ٹپکے گا

إِلَى اللهِ فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ)).

اور جب اپنا سر اٹھاویں گے تو موتی کی طرح بوندیں بہیں گی۔ جس کافر کے پاس حضرت عیسیٰؑ اتریں گے اس کو ان کے دم کی بھاپ لگے گی وہ مر جاوے گا اور ان کے دم کا اثر وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نظر پہنچے گی۔ پھر حضرت عیسیٰؑ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ پاویں گے اس کو باب لد پر (لد شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے)۔ سو اس کو قتل کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو خدا نے دجال سے بچایا۔ سو شفقت سے ان کے چہروں کو سہلاویں گے اور ان کو خبر کریں گے ان درجوں کی جو بہشت میں ان کے رکھے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں تو پناہ میں لے جا میرے مسلمان بندوں کو طور کی طرف اور خدا بھیجے گا یاجوج اور ماجوج کو اور وہ ہر ایک اونچان سے نکل پڑیں گے۔ ان میں کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور جتنا پانی اس میں ہوگا سب پی لیں گے۔ پھر ان میں کے پچھلے لوگ جب وہاں آویں گے تو کہیں گے کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا (پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے آؤ اب آسمان والوں کو بھی قتل کریں۔ تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ خدائے تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹا دے گا وہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے۔ یہ مضمون اس روایت میں نہیں ہے اس کے بعد کی روایت سے لیا گیا ہے۔) اور خدا کا پیغمبر عیسیٰؑ اور ان کے اصحاب گھرے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر افضل ہوگا سو اشرفی سے آج تمہارے نزدیک (یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی) پھر خدا کے پیغمبر عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی دعا کریں گے۔ سو خدا تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب بھیجے

گا۔ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو صبح تک سب مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر خدا کے رسول عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی زمین میں اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان سڑاند اور گندگی سے خالی نہ پاویں گے (یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہونگی) پھر خدا کے رسول عیسیٰؑ اور ان کے ساتھی خدا سے دعا کریں گے تو حق تعالیٰ چڑیوں کو بھیجے گا بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر۔ وہ ان کو اٹھالے جاویں گے اور ان کو پھینک دیں گے جہاں خدا کا حکم ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ ایسا پانی برساوے گا کہ کوئی گھر مٹی کا اور بالوں کا اس پانی سے باقی نہ رہے گا سو خدا زمین کو دھو ڈالے گا یہاں تک کہ زمین کو مثل حوض یا باغ یا صاف عورت کے کردے گا پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے اور اس دن ایک انار کو ایک گروہ کھائے گا اور اس کے چھلکے کو بنگلہ سا بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھیں گے اور دودھ میں برکت ہوگی یہاں تک کہ دودھار اونٹنی آدمیوں کے بڑے گروہ کو کفایت کرے گی اور دودھار گائے ایک برادری کے لوگوں کو کفایت کرے گی اور دودھار بکری ایک جدی لوگوں کو کفایت کرے گی۔ سو اسی حالت میں لوگ ہونگے کہ یکایک حق تعالیٰ ایک پاک ہوا بھیجے گا کہ ان کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور اثر کر جاوے گی۔ تو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور برے بدذات لوگ باقی رہ جاویں گے۔ آپس میں بھڑیں گے گدھوں کی طرح۔ان پر قیامت قائم ہوگی۔

٧٣٧٤-عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ ((لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتّٰى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ

٧٣٧٤- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔اس روایت میں وہی نقرہ زیادہ ہے آسمان میں تیر مارنے کا قصہ۔اور ابن حجر کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنے ایسے بندوں کو اتارا ہے جن سے کوئی لڑ نہیں سکتا۔

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الثاني والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الألوسي البغدادي ﴾
ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان
مصر : درب الاتراك رقم ١

أخرج ابن عدى عن أنس « بينا نحن مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم إذ رأينا بردا ويدا فقلنا: يارسول الله ماهذا البرد الذى رأينا واليد؟ قال: قد رأيتموه قالوا: نعم قال: ذلك عيسى ابن مريم سلم على » وفى رواية ابن عساكر عنه « كنت أطوف مع النبى صلى الله تعالى عليه وسلم حول الكعبة إذ رأيته صافح شيئا ولم أره قلنا: يارسول الله صافحت شيئا ولا نراه قال: ذلك أخى عيسى ابن مريم انتظرته حتى قضى طوافه فسلمت عليه » ومن هنا عد عليه السلام من الصحابة رضى الله تعالى عنهم، وقيل: إنه عليه السلام بعد نزوله يتلقى أحكام شريعتنا من الملك بأن يعلمه إياها أو يوقفه عليها لا على وجه الايحاء بها عليه من جهته عز وجل وبعثه بها ليكون فى ذلك رسالة جديدة متضمنة نبوة جديدة، وقد دل قوله تعالى: (وخاتم النبيين) على انقطاعها بل على نحو تعليم الشيخ ما عليه من الشريعة تلميذه، ومجرد الاجتماع بالملك والأخذ عنه وتكليمه لا يستدعى النبوة، ومن توهم استدعاءه إياها فقد حاد ـ كما قال اللقانى ـ عن الصواب فقد كلمت الملائكة عليهم السلام مريم وأم موسى فى قول ورجلا خرج لزيارة أخ له فى الله تعالى وبلغته أن الله عز وجل يحبه كحبه لأخيه فيه.

وأخرج ابن أبى الدنيا فى كتاب الذكر عن أنس قال: قال أبى بن كعب لأدخلن المسجد فلأصلين ولأحمدن الله تعالى بمحامد لم يحمده بها أحد فلما صلى وجلس ليحمد الله تعالى ويثنى عليه إذا هو بصوت عال من خلف يقول: اللهم لك الحمد كله ولك الملك كله وبيدك الخير كله واليك يرجع الامر كله علانيته وسره لك الحمد انك على كل شىء قدير اغفر لى ما مضى من ذنوبى واعصمنى فيما بقى من عمرى وارزقنى أعمالا زاكية ترضى بها عنى وتب على فأتى رسول الله ﷺ فقص عليه فقال: ذاك جبريل عليه السلام، والاخبار طافحة برؤية الصحابة للملك وسماعهم كلامه، وكفى دليلا لما نحن فيه قوله سبحانه: (إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة أن لا تخافوا ولا تحزنوا وأبشروا بالجنة التى كنتم توعدون) الآية فان فيها نزول الملك على غير الانبياء فى الدنيا وتكليمه إياه ولم يقل أحد من الناس: إن ذلك يستدعى النبوة وكون ذلك لأن النزول والتكليم قبيل الموت غير مفيد كما لا يخفى، وقد ذهب الصوفية إلى نحو ماذكرناه، قال حجة الاسلام الغزالى فى كتابه ـ المنقذ من الضلال أثناء الكلام على مدح أولئك السادة: ثم انهم وهم فى يقظتهم يشاهدون الملائكة وأرواح الانبياء ويسمعون منهم أصواتا ويقتبسون منهم فوائد ثم يترقى الحال من مشاهدة الصور والامثال إلى درجات يضيق عنها نطاق النطق.

وقال تلميذه القاضى أبو بكر بن العربى أحد أئمة المالكية فى كتابه قانون التأويل: ذهبت الصوفية إلى أنه إذا حصل للانسان طهارة النفس وتزكية القلب وقطع العلائق وحسم مواد أسباب الدنيا من الجاه والمال والخلطة بالجنس والاقبال على الله تعالى بالكلية علما دائما وعملا مستمرا كشفت له القلوب ورأى الملائكة وسمع كلامهم واطلع على أرواح الانبياء والملائكة، وسماع كلامهم ممكن للمؤمن كرامة وللكافر عقوبة اهـ.

ونسب إلى بعض أئمة أهل البيت أنه قال: إن الملائكة لتزاحمنا فى بيوتنا بالركب، والظاهر من كلامهم أن الاجتماع بهم والاخذ عنهم لا يكون الا للكاملين ذوى النفوس القدسية وأن الاخلال بالسنة مانع كبير عن ذلك، ويرشد اليه ما أخرجه مسلم فى صحيحه عن مطرف قال: قال لى عمران بن حصين قد كان ملك يسلم على حتى اكتويت فترك ثم تركت الكى فعاد، ويعلم مما ذكرنا أن مدعيه إذا كان مخالفا لحكم الكتاب والسنة كاذب لا ينبغى أن يصغى اليه ودعواه باطلة مردودة عليه فاين الظلمة من النور والنجس من الطهور، ثم انه لا طريق إلى معرفة كون المجتمع به ملكا بعد خبر الصادق سوى العلم الضرورى الذى يخلقه الله تعالى فى العبد بذلك ويقطع بعدم كونه

ملكا حتى خالف ماألقاه وأتى به الكتاب أوالسنة أواجماع الامة ومثله فيما أرى التكلم بما يشبه الهذيان ويضحك منه الصبيان وينبغي لمن وقع له ذلك أن لا يشيعه ويعلن به لما فيه من التعرض للفتنة، فقد أخرج مسلم عن مطرف أيضاً من وجه آخر قال: بعث إلى عمران بن حصين في مرضه الذي توفي فيه فقال: إني محدثك فان عشت فاكتم عني وإن مت فحدث بها إن شئت إنه قد سلم علي. وفي رواية الحاكم في المستدرك. اعلم يامطرف أنه كان يسلم على الملائكة عند رأسي وعند البيت وعند باب الحجرة فلما اكتويت ذهب ذلك قال: فلما برأ كلمه قال: اعلم يامطرف أنه عاد إلى الذي كنت اكتم على حتى أموت، وكذا ينبغي أن لا يقول لالقاء الملك عليه ايحاء لما فيه من الايهام القبيح وهو ايهام وحي النبوة الذي يكفر مدعيه بعد رسول الله ﷺ بلا خلاف بين المسلمين، وأطلق بعض الغلاة من الشيعة القول بالايحاء إلى الائمة الاطهار وهم رضي الله تعالى عنهم بمعزل عن قبول قول أولئك الاشرار •

فقد روى أن سديراً الصيرفي سأل جعفرا الصادق رضي الله تعالى عنه فقال: جعلت فداك إن شيعتكم اختلفت فيكم فاكثرت حتى قال بعضهم: إن الامام ينكت في أذنه، وقال آخرون: يوحى اليه، وقال آخرون: يقذف في قلبه، وقال آخرون: يرى في منامه، وقال آخرون: إنما يفتي بكتب آبائه فبأي جوابهم آخذ يجعلني الله تعالى فداك؟ قال: لا تأخذ بشيء مما يقولون ياسدير نحن حجج الله تعالى وأمناؤه على خلقه حلالنا من كتاب الله تعالى وحرامنا منه، حكاه محمد بن عبد الكريم الشهرستاني في أول تفسيره مفاتيح الاسرار وقد ظهر في هذا العصر (١) عصابة من غلاة الشيعة لقبوا أنفسهم بالبابية لهم في هذا الباب فصول يحكم بكفر معتقدها كل من انتظم في سلك ذوي العقول، وقد كاد يتمكن عرقهم في العراق لولا همة واليه النجيب الذي وقع على همته وديانته الاتفاق حيث خذلهم نصره الله تعالى وشتت شملهم وغضب عليهم رضي الله تعالى عنه وأفسد عملهم فجزاه الله تعالى عن الاسلام خيرا ودفع عنه في الدارين ضيما وضيرا. وادعى بعضهم الوحي إلى عيسى عليه السلام بعد نزوله، وقد سئل عن ذلك ابن حجر الهيثمي فقال: نعم يوحى اليه عليه السلام وحي حقيقي كما في حديث مسلم وغيره عن النواس بن سمعان، وفي رواية صحيحة «فبينما هو كذلك إذ اوحى الله تعالى ياعيسى اني أخرجت عبادا لي لا يد لأحد بقتالهم فحول عبادي إلى الطور وذلك الوحي على لسان جبريل عليه السلام إذ هو السفير بين الله تعالى وانبيائه» لا يعرف ذلك لغيره، وخبر لا وحي بعدي باطل، وما اشتهر أن جبريل عليه السلام لا ينزل إلى الارض بعد موت النبي ﷺ فهو لا أصل له، ويرده خبر الطبراني ماأحب أن يرقد الجنب حتى يتوضأ فاني أخاف أن يتوفى ومايحضره جبريل عليه السلام فانه يدل على أن جبريل ينزل إلى الارض ويحضر موت كل مؤمن توفاه الله تعالى وهو على طهارة اه، ولعل من نفى الوحي عنه عليه السلام بعد نزوله أراد وحي التشريع وماذكر وحي لا تشريع فيه فتأمل •

وكونه ﷺ خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعي خلافه ويقتل ان أصر •

ومن السنة ماأخرج أحمد والبخاري. ومسلم. والنسائي. وابن مردويه عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «مثلي ومثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بنى دارا بناء فأحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية من زواياها فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وأنا خاتم النبيين» وصح عن جابر مرفوعا نحو هذا، وكذا عن أبي بن كعب. وأبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنهم، وللشيخ محيي الدين بن عربي

(١) سنة ١٢٦١ اه منه

بهذين الوقتين إلى صلاة الغداة وصلاة العصر وهو أظهر مما روى عن الحبر. وتعقب ماروى عنهما بأن فيه تجوزا من غير ضرورة ، وقد يقال: إن التسبيح على حقيقته لكن التسبيح بكرة بالصلاة فيها والتسبيح أصيلا بالصلاة فيه فتأمل .

وجوز أن يكون المراد بالذكر المأمور به تكثير الطاعات والاقبال عليها فان كل طاعة من جملة الذكر ثم خص من ذلك التسبيح بكرة وأصيلا أي الصلاة في جميع أوقاتها أو صلاة الفجر والعصر أو الفجر والعشاء لفضل الصلاة على غيرها من الطاعات البدنية ، ولا يخفى بعده ﴿ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ ﴾ الخ استئناف جار مجرى التعليل لما قبله من الأمرين ﴿وَمَلَائِكَتُهُ﴾ عطف على الضمير في (يصلي) لمكان المفصل المغني عن التأكيد بالمنفصل لا على (هو) والصلاة في المشهور. وروى ذلك عن ابن عباس- من الله تعالى رحمة ومن الملائكة استغفار ومن مؤمني الانس والجن دعاء ، ويجوز على رأي من يجوز استعمال اللفظ في معنيين أن يراد بالصلاة هنا المعنيان الأولان فيراد بها أولا الرحمة وثانيا الاستغفار، ومن لا يجوز كأصحابنا يقول بعموم المجاز بأن يراد بالصلاة معنى مجازي عام يكون كلا المعنيين فردا حقيقيا له وهو إما الاعتناء بمافيه خير المخاطبين وصلاح أمرهم فان كلا من الرحمة والاستغفار فرد حقيقي له وهذا المجاز من الصلاة بمعنى الدعاء وهو إما استعارة لأن الاعتناء يشبه الدعاء لمقارنة كل منهما لارادة الخير والأمر المحبوب أو مجاز مرسل لأن الدعاء مسبب عن الاعتناء وأما الترحم والانعطاف المعنوي المأخوذ من الصلاة المعروفة المشتملة على الانعطاف الصوري الذي هو الركوع والسجود ، ولا ريب في أن استغفار الملائكة عليهم السلام ودعاءهم للمؤمنين ترحم عليهم، وأما أن ذلك سبب للرحمة لكونهم مجابي الدعوة كما قيل ففيه بحث ، ورجح جعل المعنى العام ماذكر بأنه أقرب لما بعد فانه نص عليه فيه بقوله تعالى : (وكان بالمؤمنين رحيما) فدل على أن المراد بالصلاة الرحمة. واعترض بأن رحم متعد وصلى قاصر فلا يحسن تفسيره به، وبأنه يستلزم جواز رحم عليه، وبانه تعالى غاير بينهما بقوله سبحانه : (أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة) للعطف الظاهر في المغايرة. وأجيب بانه ليس المراد بتفسير صلى برحم إلا بيان أن المعنى الموضوع له صلى هو الموضوع له رحم مع قطع النظر عن معنى التعدي واللزوم فان الرديفين قد يختلفان في ذلك وهو غير ضار فزعم أن ذلك لا يحسن وأنه يلزم جواز رحم عليه ليس في محله على أنه يحسن تعدية صلى بعلى دون رحم لما في الأول من ظهور معنى التحنن والتعطف والعطف لأن الصلاة رحمة خاصة ويكفي هذا القدر من المغايرة، وقيل : إن تعدد الفاعل صير الفعل كالمتعدد فكأن الرحمة مرادة من لفظ والاستغفار مراد من آخر فلا حاجة إلى القول بعموم المجاز وليس هناك استعمال لفظ واحد حقيقة وحكما في معنيين وهو كما ترى، ومثله كون (ملائكته) مبتدأ خبره محذوف لدلالة ماقبل عليه كأنه قيل هو الذي يصلي عليكم وملائكته يصلون عليكم فهناك لفظان حقيقة كل منهما بمعنى، وسيأتي إن شاء الله تعالى مايزيدك علما بأمر الصلاة ، وسبب نزول الآية ما أخرجه عبد بن حميد . وابن المنذر قال : لما نزلت (إن الله وملائكته يصلون على النبي) قال أبو بكر رضي الله تعالى عنه : ما أنزل الله تعالى عليك خيرا إلا أشركنا فيه فنزلت (هو الذي يصلي عليكم وملائكته) ﴿لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ الَى النُّورِ﴾ أي من ظلمات المعاصي إلى نور الطاعة، وقال الطبرسي : من الجهل بالله تعالى إلى معرفته عز وجل فان الجهل أشبه شيء بالظلمة والمعرفة

كتاب الفتاوى الحديثيه لعلامة زمانه وفريد دهره ووحيد
أوانه بقية المجتهدين وخاتمة الفقهاء والمحدثين الشيخ
أحمد شهاب الدين بن حجر الهيتمي المكي والى
الله عليه موائد رحمته وغفرانه وأمطر
عليه سحائب كرمه واحسانه
وأعاد علينا وعلى
المسلمين من بركات
علومه
آمين

وبهامشه كتاب الدرر المنتثره في الاحاديث المشتهره
للامام جلال الدين الاسيوطي رحمه الله

ما يقتضي ذلك وورد التصريح بأنه يموت ونص عليه العلماء وأخرج مسلم يبعث كل عبد على ما مات عليه والبيهقي من مات على مرتبة من هذه المراتب بعث عليها يوم القيامة وللحاكم خبر يبعث الميت في ثيابه التي يموت فيها وأخرج في مسنده ثم تحوت عامة من خير وشر ومن خرج في سبيل الله يأتي يوم القيامة وحديث شعب يموت الميت محرما يبعث ملبيا وورد بسند ضعيف تكون شهداء الملبين والمؤذنين يخرجون من قبورهم يؤذن المؤذن ويلبي الملبي وبسند واه من مات في الدنيا وهو سكران دخل القبر سكران وبعث من قبره سكران وفي كشف علوم الآخرة للغزالي يبعث السكران سكران يوم القيامة والزامر زامرا وشارب الخمر والكوز معلق في عنقه وكل أحد على الحال الذي صده في الدنيا عن سبيل الله قال الحافظ السيوطي بعد ذكره جميع ما مر وفي هذا كله رد على تخصيص الحديث السابق بأن الحالة التي يأتي عليها في الآخرة مما كان عليه في الدنيا المراد بها حالة الطاعة والمعصية بخلاف المباحات فلا يأتي التجار بالتجارة ونحو ذلك لأن استعمالهم لها لا يجوز شرعا والله أعلم (وسئل) نفع الله به ما معنى حديث الطبراني عن أم سلمة رضي الله عنها قلت يا رسول الله أخبرني عن قول الله تعالى حور عين قال حور بيض ضخام العيون شفر الحوراء بمنزلة جناح النسر (فأجاب) بقوله الشفر بالضم مضاف للحوراء وهو هدب العين شبهه بجناح النسر في الطول المناسب لذلك لعظم العيون وفي رواية ابن أبي الدنيا شفر المرأة من الحور العين أطول من جناح النسر وصحف ذلك بعضهم فقال إنه بالقاف والحوراء بالرفع وزعم أنه استعارة يعني أن الحوراء بمنزلة جناح النسر في السرعة والطيران والخفة وهو مع كونه تصحيفا لا يلائم المقام (وسئل) نفع الله به ما معنى ذبح الموت إذا استقر أهل الجنة في الجنة وأهل النار في النار مع أنه عرض عندنا أو عدم محض عند المعتزلة وعليهما فهو لا يمكن أن يكون جسما (فأجاب) بقوله نظر لذلك طائفة ضعفاء العقول فأنكروا لأجله الحديث وأجاب المحققون عن ذلك بأن هذا من باب التمثيل البليغ وبأنه يجوز أن يخلق الله تعالى هذا الجسم ثم يذبح ثم يجعل مثالا لأن الموت لا يطرأ على أهل الجنة وقال القرطبي يجوز أن يخلق الله كبشا يسميه الموت ويلقي في قلوب الفريقين أن هذا الموت يكون ذبحه دليلا على الخلود في الدارين وقال غيره لا مانع أن ينشئ الله من الأعراض أجساما يجعلها مادة لها كما ثبت في حديث مسلم أن البقرة وآل عمران تجيآن كأنهما غمامتان ونحو ذلك من الأحاديث والله سبحانه وتعالى أعلم (وسئل) نفع الله به عن معنى فرح أهل الجنة بذبح الموت مع علمهم من أنبيائهم وكتبهم أنهم لا يموتون (فأجاب) بقوله ورد في بعض طرق الحديث عند ابن حبان أنهم يطلعون خائفين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه وفسر بأنه خوف توهم لا يستقر ولا ينافي ذلك تقدم علمهم بأنه لا موت في الآخرة لأن التوهمات تطرأ على المعلومات ثم لا تستقر فكان فرحهم بإزالة وهم وأجيب أيضا بأن عين اليقين أقوى من علم اليقين فشاهدتهم ذبح الموت أقوى وأشد في انتفائه من تقدم علمهم إذ العيان أقوى من الخبر (وسئل) نفع الله بعلومه عن معمر المغربي ورتن الهندي المدعيين أنهما من الصحابة هل لذلك صحة (فأجاب) بقوله لا صحة لذلك كما بينه أئمة الحديث منهم الذهبي في الميزان وشيخ الإسلام الحافظ ابن حجر في الإصابة وأفتى به غير مرة وقد ذكر أهل الحديث وغيرهم أن من ادعى الصحبة بعد مضي مائة سنة من وفاته صلى الله عليه وسلم فهو كاذب وأن آخر الصحابة موتا كما في مسلم واتفق عليه العلماء أبو الطفيل مات سنة عشرة ومائة من الهجرة (وسئل) نفع الله به وبعلومه عما وقع في تهذيب النووي وأما ما روي عن بعض المتقدمين لو عاش إبراهيم لكان نبيا فباطل وجسارة على الكلام على المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم فهل ما قاله صحيح (فأجاب) بقوله رحمه الله قد تعجب منه شيخ الإسلام في الإصابة وقال إنه ورد عن ثلاثة من الصحابة ولا يظن بالصحابي أنه هجم على مثل هذا بظنه وبين الحافظ السيوطي أنه صح عن أنس رضي الله عنه أنه سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ابنه إبراهيم قال لا أدري رحمة الله على إبراهيم لو عاش لكان صديقا نبيا وفي رواية عن أنس أنه رفع ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم ورواه ابن منده

والبيهقي

يشهد له ما أخرج باستخفاف
قالت هذا ضعف على المصنف
ولعله هو بعينه والله بالعين
المهملة من الاعنة وقريب
منه ما أخرجه الديلمي من
حديث عائشة مرفوعا
تزوجوا النساء فإنهن يأتين
بالمال ومن شواهده
حديث التمسوا الرزق
بالنكاح

****

مطلب ما معنى ذبح الموت الخ

مطلب ما ورد في حق إبراهيم
ابن نبينا صلى الله عليه وسلم

والبيهقي عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه ابن عساكر عن جابر عن النبي صلى الله عليه
وسلم ممن أخرج أيضا وقال فيه من ليس بالقوي عن علي بن أبي طالب لما توفي ابراهيم أرسل النبي صلى الله
عليه وسلم الى أمه مارية القبطية فجاءته وغسلته وكفنته وخرج به وخرج الناس معه فدفنه وأدخل صلى الله عليه وسلم
يده في قبره فقال أما والله انه لنبي ابن نبي وبكى وبكى المسلمون حوله حتى ارتفع الصوت ثم قال صلى الله عليه
وسلم تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول ما يغضب الرب وانا عليك يا ابراهيم لمحزونون وروى أبو داود أنه
مات وعمره ثمانية عشر شهرا فلم يصل عليه صلى الله عليه وسلم صححه ابن حزم قال الزركشي اعتل من سلم ترك
الصلاة عليه بعلل منها أنه استغنى بفضيلة أبيه عن الصلاة كما استغنى الشهيد بفضيلة الشهادة ومنها أنه لا يصلى
نبي على نبي وقد جاء لو عاش لكان نبيا انتهى ولا بعد في اثبات النبوة له مع صغره لانه كعيسى القائل يوم
ولد اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا وكيحيى الذي قال تعالى فيه وآتيناه الحكم صبيا قال المفسرون
نبئ وعمره ثلاث سنين واحتمال نزول جبريل بوحي لعيسى أو يحيى يجري في ابراهيم ويرجحه أنه صلى الله عليه
وسلم صومه يوم عاشوراء وعمره ثمانية أشهر وذكر السبكي في حديث كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد أن
الاشارة بذلك الى روحه لان الارواح خلقت قبل الاجساد أو الى حقيقته والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتها
ثم ان تلك الحقائق يؤتي الله كل حقيقة منها ما يشاء في الوقت الذي يشاء فحقيقة النبي صلى الله عليه وسلم قد
تكون من قبل خلق آدم آتاها الله ذلك بأن يكون خلقها الله مهيئة له وأفاضه عليها من ذلك الوقت فصار نبيا
انتهى وبه يعلم تحقيق نبوة سيدنا ابراهيم في حال صغره (وسئل) نفع الله بعلومه هل سمع الحسن
البصري من كلام علي كرم الله وجهه حتى يتم للسادة الصوفية سند خرقتهم وتلقينهم الذكر المروي عنه عن
علي كرم الله وجهه (فأجاب) بقوله اختلف الناس فيه فأنكره الاكثرون وأثبته جماعة قال الحافظ
السيوطي وهو الراجح عندي كالحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة والحافظ شيخ الاسلام ابن حجر في أطراف
المختارة لوجوه الاول ان المثبت مقدم على النافي الثاني انه ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر وميز لسبع وأمر
بالصلاة فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف عثمان الى أن قتل وعلي اذ ذاك بالمدينة يحضر الجماعة كل فرض
ولم يخرج منها الا بعد قتل عثمان وسن الحسن اذ ذاك أربع عشرة سنة فكيف ينكر سماعه منه
مع ذلك وهو يجتمع معه كل يوم بالمسجد خمس مرات مدة سبع سنين ومن ثم قال علي بن المديني رأى الحسن
عليا بالمدينة وهو غلام وزيادة على ذلك ان عليا كان يزور أمهات المؤمنين ومنهن أم سلمة والحسن في بيتها
هو وأمه خيرة اذ هي مولاة لها وكانت أم سلمة رضي الله عنها تخرجه الى الصحابة يباركون عليه وأخرجته الى
عمر رضي الله عنه فدعا له اللهم فقهه في الدين وحببه الى الناس ذكره المزي وأسنده العسكري وقد
أورد المزي في التهذيب من طريق أبي نعيم أنه سئل عن قوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يدركه فقال
كل شئ قلته فيه فهو عن علي غير اني في زمان لا أستطيع أن أذكر عليا أي زمان الحجاج ثم ذكر الحافظ
أحاديث كثيرة وقعت له من رواية الحسن عن علي كرم الله وجهه وفي بعضها ورجاله ثقات قول الحسن سمعت
عليا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أمتي مثل المطر الحديث (وسئل) نفع الله به هل ورد أنه
صلى الله عليه وسلم لما حفر الخندق ظهرت صخرة عجزوا عن كسرها فضربها صلى الله عليه وسلم ثلاث ضربات
فلانت وتفتت وأن سيدنا ابراهيم أثرت قدماه في مقامه الموجود الآن (فأجاب) بقوله الاول ورد من طرق
صحيحة والثاني صح عن ابن سلام موقوفا عليه (وسئل) نفع الله به ورضي عنه هل ورد أنه صلى الله عليه
وسلم لانت له الصخر وأثرت قدماه فيه وأنه كان اذا مشى على التراب لا يؤثر قدمه الشريف فيه وانه لما صعد
صخرة بيت المقدس ليلة المعراج اضطربت تحته ولانت فأمسكتها الملائكة وان الاثر الموجود الآن بها أثر
قدمه صلى الله عليه وسلم وانه لم يعط نبي معجزة الا وقد أعطي نبينا صلى الله عليه وسلم مثلها أو واحد من أمته
وأنه لما جاء الى بيت أبي بكر بمكة ووقف ينتظره ألصق منكبه ومرفقه بالحائط فغاص المرفق في الحجر وأثر فيه

أخرجه الديلمي من حديث
ابن عباس
(حديث) تفكروا في
كل شئ ولا تفكروا في الله
ابن أبي شيبة في كتاب
العرش عن ابن عباس
موقوفا وأبو نعيم في الحلية
عنه مرفوعا بلفظ تفكروا
في خلق الله ولا تفكروا
في الله

****

مطلب في أن الحسن
البصري سمع من علي على
الصحيح

وخمسة عشر وأخرج ابن حبان في صحيحه والحاكم عن أبي ذر قلت يا رسول الله كم الانبياء قال مائة ألف نبي وأربعة وعشرون ألفا قلت يا رسول الله كم الرسل منهم قال ثلثمائة وثلاثة عشر جم غفير ولا ينافي ذلك قوله تعالى منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك لان هذا اخبار عمن قص عليه أو أنه قص عليه الكل بعد ورود تلك الآية وبحث بعضهم في الجمع بين الروايتين فجعل أنه قص عليه أولا ثلثمائة وثلاثة عشر ثم ثلثمائة وخمسة عشر فخبر عن كل بحسب ما قص عليه وقت الاخبار به (وسئل) نفع الله بعلومه ما المعتمد في الخضر هل هو نبي حي وكذا الياس (فأجاب) بقوله المعتمد حياتهما ونبوتهما وانهما خصا بذلك في الارض كما خص ادريس وعيسى صلى الله عليهما وسلم ببقائهما حيين في السماء (وسئل) نفع الله بكم كم بين موسى وعيسى وبين عيسى ونبينا محمد صلى الله عليهم وسلم (فأجاب) بقوله الاول ألف وتسع وتسعون سنة والثاني نحو ستمائة سنة على الاشهر (وسئل) نفع الله به عن نزول عيسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم أيحكم بشريعتنا أو بشريعة أخرى (فأجاب) بقوله الذي نص عليه العلماء بل أجمعوا عليه أنه يحكم بشريعة محمد صلى الله عليه وسلم وعلى ملته وفي رواية سندها جيد مصدقا بمحمد وعلى ملته اماما مهديا وحكما عدلا وفي رواية لابن عساكر فيصلي الصلوات ويجمع الجمع ويجمع الخمس وصلاة الجمعة لم يكن في غير هذه الملة (وسئل) نفع الله به بعلومه اذا أجمعوا على أن عيسى يحكم بشريعتنا فما كيفية حكمه بذلك بمذهب أحد من المجتهدين أم باجتهاد (فأجاب) بقوله عيسى صلى الله عليه وسلم منزه عن أن يقلد غيره من بقية المجتهدين بل هو أولى بالاجتهاد ثم علمه بأحكام شرعنا اما بعلمها من القرآن فقط اذ لم يفرط فيه من شيء وانما احتيج في غيره لقصورنا وقد كانت أحكام نبينا كلها مأخوذة من القرآن ومن ثم قال الشافعي رضي الله عنه كل ما حكم به النبي صلى الله عليه وسلم فهو مما فهمه من القرآن فلا يبعد أن عيسى صلى الله عليه وسلم يكون كذلك أو برواية السنة عن نبينا صلى الله عليه وسلم فانه اجتمع به في حياته مرات ومن ثم عد من الصحابة أخرج ابن عدي عن أنس رضي الله عنه بينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ رأينا بردا ويدا فقلنا يا رسول الله ما هذا البرد الذي رأينا واليد قال قد رأيتموه قلنا نعم قال ذلك عيسى بن مريم سلم علي وفي رواية ابن عساكر عنه كنت أطوف مع النبي صلى الله عليه وسلم حول الكعبة اذ رأيته صافح شيئا ولم نره قلنا يا رسول الله رأيناك صافحت شيئا ولا نراه قال ذلك أخي عيسى بن مريم انتظرته حتى قضى طوافه فسلمت عليه وحينئذ فلا مانع أنه حينئذ تلقى عن النبي صلى الله عليه وسلم أحكام شريعته المخالفة لشريعة الانجيل لعلمه أنه سينزل وأنه يحتاج لذلك فأخذها منه بلا واسطة وفي حديث ابن عساكر الا أن ابن مريم ليس بيني وبينه نبي ولا رسول الا أنه خليفتي في أمتي من بعدي وقد صرح السبكي بأنه يحكم بشريعة نبينا صلى الله عليه وسلم بالقرآن والسنة اما بكونه يتلقاها من نبينا صلى الله عليه وسلم شفاها بعد نزوله من قبره ويؤيده حديث أبي يعلى والذي نفسي بيده لينزلن عيسى بن مريم ثم لئن قام على قبري وقال يا محمد لأجيبنه واما بكونه تعالى أوحاها اليه في كتابه الانجيل أو غيره لان جميع الانبياء كانوا يعلمون في زمانهم بجميع شرائع من قبلهم ومن بعدهم بالوحي من الله على لسان جبريل عليه الصلاة والسلام وبالتنبيه على ذلك في كتبهم المنزلة عليهم كما دل على ذلك أحاديث وآثار ولا بعد فيما يفهم من هذا أن جميع ما في القرآن مضمن في الكتب السابقة لقوله تعالى مصدقا لما بين يديه من الكتاب أي كتب من قبله ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى وانه لفي زبر الاولين أي كتبهم وقد أخذ أبو حنيفة رضي الله عنه قوله بجواز قراءة القرآن بغير العربية من هذه الآية قال لان القرآن مضمن في الكتب السابقة وهي بغير العربية (وسئل) نفع الله به عمن روى حديث يوشك أن يملأ الله أيديكم من العجم فيأكلون فيكم (فأجاب) بقوله رواه أحمد والبزار والطبراني (وسئل) نفع الله به هل ثبت أن عيسى صلى الله عليه وسلم بعد نزوله يأتيه الوحي (فأجاب) بقوله نعم يوحى اليه وحي حقيقي كما في حديث مسلم وغيره عن النواس بن سمعان وفي رواية صحيحة فبينما هو كذلك اذ أوحى الله اليه يا عيسى اني

قد

مطلب في المدة التي بين موسى وعيسى وبين عيسى ونبينا صلى الله عليه وسلم

مطلب في حكم عيسى بشرع نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اما بالاستنباط من الكتاب أو لاجتماعه بنبينا مرات

****

حديث عائشة رضي الله عنها

(حديث) تمعددوا واخشوشنوا وامشوا حفاة الطبراني من حديث عبد الله ابن أبي حدرد

(حديث) التائب من الذنب كمن لا ذنب له ابن ماجه عن ابن مسعود

مطلب في ما أخذ أبي حنيفة جواز القرآن بغير العربية

قد أخرجت عبادالى لا يدلاحد بقتالهم حول عبادي الى الطور وذلك الوحي على لسان جبريل اذ هو السفير بين الله وأنبيائه لا يعرف ذلك لغيره وعيسى نبي كريم باق على نبوّته ورسالته لا كما زعمه من لا يعتد به أنه واحد من هذه الامة لان كونه واحدا منهم يحكم بشريعتهم لا ينافي بقاءه على نبوّته ورسالته وخبر لا وحي بعدي باطل نعم انما يتلقى جبريل الوحي عن الله بواسطة اسرافيل كما دلت عليه الاحاديث وما اشتهر أن جبريل عليه السلام لا ينزل الى الارض بعد موت النبي صلى الله عليه وسلم فهو لا أصل له ويرده خبر الطبراني ما أحب أن يرقد الجنب حتى يتوضأ فاني أخاف أن يتوفى وما يحضره جبريل فدل على أن جبريل ينزل الى الارض ويحضر موت كل مؤمن توفاه الله وهو على طهارة وفي حديث الطبراني وغيره ان ميكائيل عليهما السلام يمنع الدجال مكة وجبريل عليه السلام يمنعه من المدينة ولا ينافي ما تقرر أن جبريل عليه السلام هو السفير نزول اسرافيل على نبينا صلى الله عليه وسلم فقد صح عن الشعبي أنه قال أنزلت عليه النبوة وهو ابن أربعين سنة فقرن بنبوته اسرافيل ثلاث سنين لان هذا أثر مرسل أو معضل فلا ينافي الثابت في أحاديث الصحيحين وغيرهما أن صاحب الوحي هو جبريل على أن المراد بالسفير المرصد لذلك فلا ينافي ذلك مجيء غيره من الملائكة الى النبي صلى الله عليه وسلم في بعض الاخبار اذ كم من ملك غير اسرافيل جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم في قضايا متعددة كما هو في كثير من الاحاديث ومما ينازع في أثر الشعبي قول جماعة من العلماء في خبر مسلم وغيره بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس وعنده جبريل اذ سمع نقيضا من السماء من فوق فرفع جبريل بصره الى السماء فقال يا محمد هذا ملك قد نزل لم ينزل الى الارض قط قال فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم عليه الحديث أن هذا الملك اسرافيل وأخرج الطبراني حديث لقد هبط على ملك من السماء ما هبط على نبي قبلي ولا يهبط على أحد بعدي وهو اسرافيل فقال أنا رسول ربك اليك أمرني أن أخيرك ان شئت نبيا عبدا وان شئت نبيا ملكا الحديث وهذا كالذي قبله بعد ابتداء الوحي بسنين كما يعرف من سائر طرق الاحاديث وهما ظاهران في أن اسرافيل لم ينزل اليه قبل ذلك فكيف يصح قول الشعبي انه أتاه في ابتداء الوحي (وسئل) نفع الله به هل يمر الكافر على الصراط (فأجاب) بقوله في أحاديث ما يقتضي أنهم يمرون وفي أحاديث ما يقتضي خلافه وجمع بحمل الاول على المنافقين وقد صرح القرطبي بأن في الآخرة صراطين صراط لعموم الخلق الا من يدخل الجنة بغير حساب ومن يلتقطهم عنق النار وصراط للمؤمنين خاصة وبه يعلم أن من يلتقطهم عنق النار وهم طوائف مخصوصة من الكفار لا يمرون على الصراط أصلا وكذلك بعث النار الذي يخرج من الخلق الباقين قبل نصب الصراط وهم طوائف من الكفار أيضا فقيل الظاهر أنه لا يمر عليه الا المنافقون واليهود والنصارى فقد ورد في الحديث أنهم يحملون عليه ثم يسقطون في النار وكذلك من ينصب له الميزان من الكفار وهم طائفة مخصوصة منهم يمرون عليه (وسئل) نفع الله به هل يحشر أحد غير عار (فأجاب) بقوله نعم بعض الناس أي وهم الشهداء يحشرون في أكفانهم كما قاله البيهقي وحمل على ذلك الحديث الصحيح يبعث الميت في ثيابه التي يموت فيها وجاء عن عمر ومعاذ رضي الله عنهما حسنوا أكفان موتاكم فان الناس يحشرون في أكفانهم وهذا منهما له حكم المرفوع وأخرج الدينوري عن الحسن أن أهل الزهد كالشهداء وهو في حكم المرسل المرفوع واذا ثبت ذلك لهؤلاء فالانبياء أولى وصح حديث ان الناس يحشرون يوم القيامة على ثلاثة أفواج فوج طاعمين كاسين راكبين وفوج يمشون ويسعون وفوج تسحبهم الملائكة على وجوههم (وسئل) نفع الله به هل يوزن الايمان مع الحسنات (فأجاب) بقوله حكى القرطبي عن الحكيم الترمذي أنه لا يوزن لانه لا يقابل اذ لا يمكن كون الانسان يجمع ايمانا وكفرا وما في الاحاديث مما يقتضي وزنه مؤول بأن المراد الزيادة فيه على أصله الواجب (وسئل) رضي الله عنه هل يحشر الطفل على صورته وهل يتزوج من الحور العين وهل الولدان من جنس الحور (فأجاب) بقوله الطفل يكون في الحشر على خلقته ثم عند دخول الجنة يزاد فيها حتى يكون كالبالغ

مطلب خبر لا وحي بعدي باطل

والديلمي عن أنس وابن عباس والطبراني في الكبير عن أبي سعيد عن أبيه (حديث) التدبير نصف المعيشة والتودد نصف العقل والهم نصف الهرم وقلة العيال أحد اليسارين الديلمي من حديث أنس وأخرج أحمد في الزهد عن

****

مطلب في أن في الآخرة صراطين

مطلب في أن الطفل ينعّم في الآخرة ويتزوج

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود | الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوتي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران: ١٠٢ - المائدة: ٨١

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الطبعة الأولى
١٤١٣هـ - ١٩٩٣م

دار الكتب العلمية بيروت - لبنان
ص.ب: ١١/٩٤٢٤ - تلكس: Nasher 41245 Le
هاتف: ٣٦٦١٣٥ - ٣٦٤٣٩٨ - ٨٦٨٠٥١ - ٨١٥٥٧٣
فاكس: ٠٠/١٢١٢/٤٧٨١٣٧٣

لحكمه ، ﴿ وإليه المصير ﴾ أي : الرجوع بالحشر والمعاد ، ﴿ **يا أهل الكتاب قد جاءكم رسولنا يبين لكم على فترة من الرسل أن تقولوا ما جاءنا من بشير ولا نذير** ﴾ أهل الكتاب : هم اليهود والنصارى ، والرسول : هو محمد ـ ﷺ ـ وقيل : المخاطب بأهل الكتاب هنا ، هم اليهود خاصة ، ويرجحه ما روي في سبب النزول ، وأن معاذ بن جبل وسعد بن عبادة وعقبة بن وهب ، قالوا : يا معشر اليهود ، اتقوا الله ، فوالله إنكم لتعلمون أنه رسول الله ، و﴿ يبين لكم ﴾ أي : يوضح لكم ، ويظهر ، ويحتمل أن يكون مفعول ﴿ يبين ﴾ حذف اختصاراً ، ويكون هو المذكور في الآية قبل هذا ، أي : يبين لكم ما كنتم تخفون ، أو يكون دل عليه معنى الكلام ، أي : شرائع الدين ، أو حذف اقتصاراً واكتفاء بذكر التبيين مسنداً إلى الفاعل ، دون أن يقصد تعلقه بمفعول ، والمعنى : يكون منه التبيين والإيضاح ، و﴿ يبين لكم ﴾ هنا ، وفي الآية قبل ، في موضع نصب على الحال ، و﴿ على فترة ﴾ متعلق ﴿ بجاءكم ﴾ أو في موضع نصب على الحال ، والمعنى : على فتور وانقطاع من إرسال الرسل ، والفترة التي كانت بين رسول الله ـ ﷺ ـ وعيسى ـ عليه السلام ـ قال قتادة : خمسمائة سنة وستون ، وقال الضحاك : أربعمائة سنة وبضع وثلاثون سنة ، وقيل : أربعمائة ونيف وستون ، وذكر محمد بن سعد في كتاب الطبقات له عن ابن عباس : أنه كان بين ميلاد عيسى والنبي ـ عليهما الصلاة والسلام ـ خمسمائة سنة وتسع وستون سنة ، بعث في أولها ثلاثة أنبياء ، وهو قوله تعالى ﴿ إذ أرسلنا إليهم اثنين فكذبوهما فعززنا بثالث ﴾ يس [١٤] وهو شمعون ، وكان من الحواريين ، وقال الكلبي مثل قول ابن عباس : إلا أنه قال : بينهما أربعة أنبياء ، واحد من العرب من بني عبس ، وهو خالد بن سنان الذي قال فيه النبي ـ ﷺ ـ « ضيعه قومه » ، وروي عن الكلبي أيضاً : « خمسمائة وأربعون » ، وقال وهب : ستمائة سنة وعشرون ، وقيل : سبعمائة سنة ، وقال مقاتل : ستمائة سنة ، وروي هذا عن قتادة والضحاك ، وذكر ابن عطية أن هذا روي في الصحيح ، فإن كانا كما ذكر وجب أن لا يعدل عنه لسواه ، وهذه التواريخ نقلها المفسرون من كتب اليونان وغيرهم ، ممن لا يتحرّى النقل ، وذكر ابن سعد في الطبقات عن ابن عباس ، والزمخشري عن الكلبي ، قالا : كان بين موسى وعيسى ألف سنة وسبعمائة سنة ، وألف نبيّ زاد ابن عباس : من بني إسرائيل دون من أرسل من غيرهم ، ولم يكن بينهما فترة ، والمعنى : الامتنان عليهم بإرسال الرسل ، على حين انطمست آثار الوحي ، وهم أحوج ما يكونون إليه ، ليعدوه أعظم نعمة من الله ، وفتح باب إلى الرحمة ، ويلزمهم الحجة ، فلا يعتلوا غداً بأنه لم يرسل إليهم من ينبههم من غفلتهم ، و﴿ أن تقولوا ﴾ مفعول من أجله ، فقدره البصريون : كراهة ، أو حذار أن تقولوا ، وقدره الفراء : لئلا تقولوا ، ويعني يوم القيامة على سبيل الاحتجاج ، ﴿ **فقد جاءكم بشير ونذير** ﴾ قيل : وفي الكلام حذف ، أي : لا تعتدوا ﴿ فقد جاءكم بشير ﴾ أي : لمن أطاع بالثواب ، ﴿ ونذير ﴾ لمن عصى بالعقاب ، وفي هذا ردّ على اليهود ، حيث قالوا : ما أنزل الله من كتاب بعد موسى ، ولا أرسل بعده ، ﴿ **والله على كل شيء قدير** ﴾ هذا عامّ ، فقيل : على كل شيء من الهداية والضلال ، وقيل : من البعثة وإمساكها ، والأولى العموم ، فيندرج فيه ما ذكروا ، ﴿ **وإذ قال موسى لقومه يا قوم اذكروا نعمة الله عليكم إذ جعل فيكم أنبياء وجعلكم ملوكاً وآتاكم ما لم يؤت أحداً من العالمين** ﴾ مناسبة هذه الآية لما قبلها ، أنه تعالى بين تمرّد أسلاف اليهود على موسى ، وعصيانهم إياه مع تذكيره إياهم نعم الله ، وتعداده لما هو العظيم منها ، وأن هؤلاء الذين هم بحضرة الرسول ، هم جارون معكم مجرى أسلافهم مع موسى ، ونعمة الله يراد بها الجنس ، والمعنى : واذكر لهم يا محمد على جهة إعلامهم بغيب كتبهم ، ليتحققوا نبوّتك ، وينتظم في ذلك ذكر نعم الله عليهم ، وتلقيهم تلك النعم بالكفر ، وقلة الطاعة وعدّد عليهم من نعمه ثلاثاً ، الأولى : جعل ﴿ أنبياء ﴾ فيهم ، وذلك أعظم الشرف ، إذ هم الوسائط بين الله وبين خلقه ، والمبلغون عن الله شرائعه ، قيل : لم يبعث في أمّة ما بعث في بني إسرائيل من الأنبياء ، وقال ابن السائب ومقاتل : الأنبياء هنا هم السبعون الذين اختارهم موسى لميقات ربه ، وكانوا من خيار قومه ، وقيل : هم الذين أرسلوا من بعد في بني إسرائيل ، كموسى ذكره الماوردي ، وغيره ، وعلى هذا

ديوان سيّدنا
حسان بن ثابت
رضي الله
تعالى
عنه

ان تتركوه فان ربي قادر   امسى يعود بفضله العواد
والله ربي لا نفارق امره   ما كان عيش يرتجى لمعاد
لا نبتغي ربا سواه ناصرا   حتى نوافى ضحوة الميعاد

وقال رضي الله عنه

شق له من اسمه كي يجله   فذو العرش محمود وهذا محمد
نبي اتانا بعد يأس وفترة   من الرسل والاوثان فى الارض تعبد
فامسى سراجا مستنيرا وهاديا   يلوح كما لاح الصقيل المهند
وانذرنا نارا وبشر جنة   وعلمنا الاسلام فالله نحمد
وانت اله الخلق ربي وخالقي   بذلك ما عمرت فى الناس اشهد
تعاليت رب الناس عن قول من دعا   سواك الاها انت اعلا وامجد
لك الخلق والنعماء والامر كله   فاياك نستهدي واياك نعبد
لان ثواب الله كل موحد   جنان من الفردوس فيها يخلد

وقال رضي الله عنه يذكر رسول الله
صلى الله عليه وسلم واصحابه يوم بدر

مستشعري خلق الماذى يقدمهم   جلد النحيزة ماض غير رعديد
اعنى الرسول فان الله فضله   على البرية بالتقوى وبالجود
وقد زعمتم بان تحموا ذمار كم   وماء بدر زعمتم غير مورود
ثم وردنا ولم نسمع لقولكم   حتى شربنا رواء غير تصريد
فينا الرسول وفينا الحق نتبعه   حتى الممات ونصر غير محدود
ماض على الهول ركاب لما قطعوا   اذا الكماة تحاموا فى الصناديد
وان وماض شهاب يستضاء به   بدر انار على كل الاماجيد
مبارك كضياء البدر صورته   ما قال كان قضاء غير مردود
مستعصمين بحبل غير منجذم   مستحكم من حبال الله ممدود

وقال يرثى النبي صلى الله عليه وسلم

مال عيني لا تنام كانما   كحلت ماقيها بكحل الارمد
جزعا على المهدي اصبح ثاويا   يا خير من وطى الحصا لا تبعد
جنبي يقيك الترب لهفي ليتني   غيبت قبلك فى بقيع الغرقد

P.8-304

* ديــوان سيـدنـــا *

* حسان بن ثابت *

* رضـي الله *

* تعـلى *

* عنه *

بسم الله الرحمن الرحيم وصلى الله على سيدنا محمد

* * ترجمة سيدنا حسان بن ثابت بن * *
* * المنذر بن حرام رضي الله تعلى عنه * *

كنيته ابو الوليد وقيل ابو عبد الرحمن وقيل ابو الحسام الانصاري النجاري صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وشاعره * وفد على عمرو بن الحارث بن ابي شمر وعلى جبلة بن الايهم وعلى معاوية رضي الله عنه حين بويع سنة اربعين * قال ابن سعد عاش ستين سنة في الجاهلية ومثلها في الاسلام واسلامه قديم ولم

والله ربي لا نفارق امـــــره ✿ ماكان عيش يرتجى لمعـــاد
لا نبتغي ربا سواه ناصـــرا ✿ حتى توافي ضحوة الميعـــاد

✿ * وقـــال رضي الله عنـه * ✿

شق له من اسمه كي يجلـه ✿ فذو العرش محمود وهذا محمد
نبي اتانا بعد ياس وفتـــرة ✿ من الرسل والاوثان في الارض تعبد
فامسى سراجا مستنيرا وهاديا ✿ يلوح كما لاح الصقيل المهند
وانذرنا نارا وبشر جـــنة ✿ وعلمنا الاسلام فالله نحمـــد
وانت اله الخلق ربي وخالقي ✿ بذلك ما عمرت في الناس اشهد
تعاليت رب الناس عن قول من دعا ✿ سواك الاها انت اعلا وامجـد
لك الخلق والنعماء والامر كلـه ✿ فاياك نستهدي واياك نعبـــد
لان ثواب الله كل موحـد ✿ جنان من الفردوس فيها يخـلد

✿ * وقـــال رضي الله عنه يذكر رسول الله * ✿

✿ * صلى الله عليه وسلم واصحابه يوم بـدر * ✿

مستشعري حلق الماذي يقدمهم ✿ جلد النحيزة ماض غير رعديد
اعني الرسول فان الله فضـله ✿ على البرية بالتقوى وبالجـــود
وقد زعمتم بان تحموا ذماركم ✿ وما ببدر زعمتم غير مـــورود
ثم وردنا ولم نهدد لقولكـــم ✿ حتى شربنا رواء غير تصديـــد
فينا الرسول وفينا الحق نتبعه ✿ حتى الممات ونصر غير محــدود
ماض على الهول ركاب لما قطعوا ✿ اذا الكماة تحاموا في الصناديد
واف وماض شهاب يستضاء بـه ✿ بدرا انار على كل الاماجيـــد
مبارك كضياء البدر صورتـــه ✿ ما قال كان قضاء غير مـردود

مما بيننا وبينه ينتظر فيها بيننا وبينكم فلينصرف كل انسان الى منزله فتفرقوا واصلح ذلك الامر وبلغ ابا سفيان قول حسان فقال

« ايريد حسان يضرب بعضنا ببعض في رجل من دوس فبئس والله »

« ما ظن ولم يكن في ابي ازيهر ثار يعلم وعجز الاسلام بين »

« الناس * وقال سعد بن معاذ وهو يرتجز في القتال »

« مهل قليلا يشهد الهيجا جمل * لا باس بالموت اذا »

« جاء الاجل * فقال قائل ما رايت ذا اطراف »

« في لامة احسن منه والله اعلم والحمد »

« لله رب العالمين ولا حول »

« ولا قوة الا »

« بالله العلي »

« العظيم »

« اه »

طبع بمطبعة الدولة التونسية بحاضرتها المحمية سنة احدى وثمانين ومائتين والف

ديوان حسان بن ثابت

حققه وعلق عليه

الدكتور وليد عرفات

معهد الدراسات الشرقية والافريقية بجامعة لندن

في جزئين

الجزء الأول

النص والروايات والتخريج

تولى طبعه امناء سلسلة جب التذكارية

١٥٢

وقال (أ) :

١ شَقَّ لَهُ مِنْ إسْمِهِ كَيْ يُجِلَّهُ فَذُو ٱلْعَرْشِ مَحْمودٌ وهَذا مُحَمَّدُ
٢ نَبيٌّ أتانا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ مِنَ الرُّسْلِ والأَوْثانُ في الأَرْضِ تُعْبَدُ
٣ فَأَمْسَى سراجاً مُستنيراً وهادِياً يَلُوحُ كَما لاحَ ٱلصَّقيلُ ٱلْمُهَنَّدُ
٤ وأَنْذَرنا ناراً وَبَشَّرَ جَنَّةً وَعَلَّمَنا الإِسلامَ فاللهَ نَحْمَدُ
٥ وأَنْتَ إِلهَ ٱلْحَقِّ رَبِّي وخَالقي بذلك ما عُمِّرْتُ في ٱلناسِ أَشْهَدُ
٦ تَعَالَيْتَ رَبَّ ٱلناسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعا سواكَ إلهاً ، أَنْتَ أَعلى وأَمْجَدُ
٧ لَكَ ٱلْخَلْقُ وٱلنَّعْماءُ والأَمْرُ كُلُّهُ فَإِيّاكَ نَسْتَهْدي وإياكَ نَعْبُدُ
٨ لأَنَّ ثَوابَ اللهِ كُلَّ مُوَحِّدٍ جِنانٌ مِنَ ٱلْفِرْدَوْسِ فيها يُخَلَّدُ

المناسبة :

أ ــ طا : وقال حسان للنبي صلى الله عليه وآله .

التخريج :

القصيدة في الخزانة ١ : ١٠٨ . والبيت ٨ في المعرّب ٢٤١ واللسان (فردس) .
وورد في الخزانة (نفسه) وشرح المواهب (٣ : ١٥٥) ٣ أبيات على انفراد هي :

أغرُّ عَلَيْهِ للنبوّةِ خاتَمٌ مِن الله مَشْهودٌ يلوحُ وَيُشْهَدُ

وَضَمَّ الإلهُ اسْمَ النبيّ إلى اسمهِ إذا قال في الخمسِ المؤذنُ: أشهدُ

ثم البيت ١ من القصيدة . وقد أُضيف البيتان إلى النص في عنا وق .

الروايات :

١ الخزانة : وشق ؛ طا : ليعزّهُ .

٥ طا : فأنتَ ؛ الخزانة : إله العرش .

٨ لسان (فردس) ، المعرب : وإنَّ .

١٥٣

كان (أ) حسان تزوج امرأة من الأنصار من الأوس يقال لها عمرة أو عميرة بنت صامت ابن خالد بن عطية بن حبيب بن عمرو بن عوف وكان كل واحد منهما محباً لصاحبه . قال : وإن الأوس أسروا مخلّد بن صامت(ب) الساعدي فتكلم حسان في أمره بكلام أغضب عمرة ، فعيّرته بأخواله وفخرت عليه بالأوس . وكان حسان يحب أخواله ويغضب لهم ، فطلّقها فأصابها من ذلك شدة ، وندم هو بعدُ فقال في ذلك :

١ أَجْمَعَتْ عَمْرَةُ صُرْماً فابْتَكِرْ إنما يُدْهِنُ لِلْقَلْبِ ٱلْحَصِرْ

٢ لا يَكُنْ حُبُّكِ هَذا ظاهراً ليسَ هذا مِنْكِ يا عَمْرَ بِسِرّ

٣ سأَلتْ حسانَ مَنْ أَخْوالُهُ إنَّما يُسْأَلُ بِالشيءِ ٱلْغُمُرْ

٤ قُلْتُ أَخْوالي بَنُو كَعْبٍ إذا أَسْلَمَ الأَبْطالُ عَوْراتِ الدُّبُرْ

٥ رُبَّ خَالٍ لِيَ لَوْ أَبْصَرْتَهُ سَبِطِ المِشْيَةِ في اليومِ الخَصِرْ